بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

اداریہ!

روزہ اورعید!

روزہ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔اس رکن کی ادائیگی ہر مسلمان عاقل بالغ پر لازم اوراس کی ادائیگی میں غفلت پراس کا مواخذہ احادیث سے ثابت ہے۔روزہ کا مقصد قرآن کریم میں لعلکم تتقون بتایا گیا ہے یعنی شہوات کوختم کر کے خواہشاتِ نفس سے کنارہ کش ہوکررب کریم کی اطاعت مطلوب ومقصودِصوم ہے۔ ماہِ صیام میں تراویح کا اہتمام قیام اللیل کی بہترین صورت ہے۔ رمضان المبارک کا پوری دنیا میں ایک ہی دن ہونا تا کہ عید ایک ہی دن ہو سکے یہ کبھی بھی مطلوب ومقصود شریعت نہیں رہا۔ہاں البتہ یہ خواہشات نفس میں سے ایک خواہش ہی ہے۔اس کا اسلام کے نظام عبادات سے کوئی تعلق وواسطہ نہیں۔بعض لوگ عالم اسلام میں اتحاد ویکجہتی کے فروغ کے خوب صورت نعرے اور سلوگن کے پیش نظر یہ کہتے ہیں کہ پوری مسلم قوم ایک ہی روز عید منائے۔ بظاہر یہ بڑی خوبصورت بات ہے مگر شرعی مزاج سے بالکل میل نہیں رکھتی۔اگر مسلم قوم کی فلاح واتفاق کا راز اسی میں مضمر ہوتا کہ عالم اسلام کے بلکہ پوری دنیا کے مسلمان ایک ہی روز عید منائیں تو اس کا اہتمام عہد رسالت وخلافت راشدہ میں ضرور کیا جاتا۔شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ چونکہ اس دور میں مواصلات اور دیگر ذرائع رسل ورسائل اس قدر تیز نہ تھے اس لئے ایسا نہ ہوسکا اورآج جبکہ ہمیں فون فیکس اور میڈیا کے ذریعہ پتہ چل جاتا ہے کہ حرمین شریفین میں عید کس روز ہورہی ہے تو ہمیں اتحاد ویکجہتی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

یادرکھئے عہدِ خلافت راشدہ میں تیز رفتارڈاک اور پیغام رسانی کا نظام قائم ہو چکا تھا اگر چہ وہ آج کے نظام کے مقابلہ میں سست رفتار سہی تاہم تیز رفتاراونٹنیاں (سانڈنیاں) اس غرض سے استعمال کی جاتی تھیں،متعددغزوات اور جنگ قادسیہ کے میدان سے لحہ لحہ کی خبریں دارالخلافہ بھیجنے کا انتظام تھا۔اس کے باوجودعیدین ورمضان کیلئے کوئی ایسا اہتمام نہیں کیا گیا کہ مختلف شہروں سے رؤیت ہلال کی خبر دارالخلافہ لانے یادارالخلافہ کی رؤیت کی خبر دیگرشہروں تک پہنچانے کا وسیلہ بن سکے۔ بلکہ اس کے برعکس یہ ہوا کہ مدینہ منورہ میں دوسرے شہر (شام) سے چاند ایک روز قبل ہونے کی اطلاع ملنے کے باوجود حبر

الامت حضرت ابن عباسؓ نے دوٹوک کہا ہم تو اپنی رؤیت کے حساب سے روزے رکھیں گے اور اپنی رؤیت کے حساب سے عید کریں گے۔ صحیح مسلم کی کتنی واضح روایت ہے کہ ''حضرت کریبؒ کسی کام سے ملک شام گئے ہوئے تھے وہاں انہوں نے دیگر مسلمانوں کے ساتھ رمضان شریف کا چاند جمعرات کو غروب آفتاب کے بعد دیکھا اور سب نے جمعہ کو پہلا روزہ رکھا۔ پھر حضرت کریب مدینہ منورہ آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اہل مدینہ نے ہفتہ کے روز سے روزے رکھنا شروع کئے ہیں۔ وہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس گئے اور ان سے ذکر کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا تم نے خود چاند دیکھا تھا؟ کریب نے کہا ہاں! میں نے خود چاند دیکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی دیکھا اور سب لوگوں نے دیکھا اور میں نے دیکھا اور سب نے جمعہ کو پہلا روزہ رکھا اور حضرت معاویہ نے بھی جمعہ کو پہلا روزہ رکھا۔ حضرت کریب نے جناب امیر معاویہؓ کا ذکر بطور خاص اس لئے کیا کہ وہ اس وقت مسلمانوں کے امیر تھے، حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہم نے ہفتہ کا روزہ رکھا ہے اور ہم (اسی حساب سے) یا تو تیس روزے پورے کریں گے یا پھر ہم کو چاند نظر آجائے (تو اس صورت میں انتیس روزے ہوں گے) حضرت کریبؒ نے کہا، کیا امیر معاویہ کا چاند دیکھنا اور روزہ رکھنا آپ کیلئے کافی نہیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا ''نہیں'' کیونکہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے یونہی حکم دیا ہے۔

عہد صحابہ میں مسلمانوں کے زیر اثر دوشہروں اور اسلامی ریاست کے دو اہم مراکز شام اور مدینہ منورہ میں دومختلف دنوں میں آغاز رمضان کی یہ روایت اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ مختلف شہروں یا ملکوں میں آغاز رمضان یا عید میں یکجہتی پیدا کرنے کی کوئی اہمیت نہیں۔ اگر اس کی کوئی شرعی حیثیت ہوتی تو جناب ابن عباسؓ جیسے عظیم مفسر ومحدث وقت اور جلیل القدر صحابی اس کی ضرور رعایت فرماتے مگر ان کے نزدیک اس ظاہری وصوری یکجہتی کی بجائے حقیقی یکجہتی کی اہمیت زیادہ تھی اور وہ یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات پر عمل کو مقدم رکھا جائے اور لوگ جہاں کہیں بھی ہوں حکم خدا اور رسول کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔

پورے عالم اسلام میں یا کم از کم عالم اسلام کے اکثر ممالک میں ایک ہی روز عید منانے کے مسئلہ پر ایک عرصہ سے غور ہو رہا ہے اور مختلف ممالک میں اس پر کانفرنسیں اور سیمینارز بھی ہو چکے ہیں۔ اسی سلسلہ میں نومبر ۱۹۷۸ء میں ایک کانفرنس استنبول (ترکی) میں ہوئی تھی جس میں قمری مہینوں کے آغاز اور عیدوں میں یکسانیت پیدا کرنے پر اظہار خیال کیا گیا تھا۔ اسی طرح کویت میں اور پھر ملائشیا میں اسلامی

ملکوں کے وزراءمذہبی امور نے بھی اپنے اجلاسوں میں گفتگو کی۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے ۱۹۸۶ء میں عمان میں ایک اجلاس میں اس پر غور کیا اور اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کے ۲۵ ویں اجلاس میں بھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا۔ ان تمام فورمز (Forums) پر جس بات پر اتفاق رائے ہوسکا وہ یہ تھی کہ ایک ایسا مشترکہ اسلامی کیلنڈر بنایا جائے جس سے اسلامی ممالک میں قمری مہینوں کی تواریخ منضبط کی جاسکیں۔ تاہم عیدین اور رمضان المبارک کا آغاز واختتام شرعی طریقہ رؤیت ہی سے ہر ملک میں ہوا کرے۔

گویا یہ بات پوری مسلم دنیا کے اسکالرتسلیم کرتے ہیں کہ ایک شکلی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے قمری کیلنڈر بنایا جاسکتا ہے مگر عملاً پورے عالم اسلام میں ایک ہی روز عید کا اہتمام اختیاری مسئلہ نہیں بلکہ رؤیت ہلال پر موقوف ہے۔

پوری دنیا میں ایک ہی دن عید کرانے میں سرگرم کون ہے اور کیوں ہے؟

ہم نے اس مسئلہ پر غور کیا کہ پوری دنیا میں ایک ہی دن عید کرانے کے سلسلہ میں سرگرمی آخر کس طبقہ میں ہے؟ غریب طبقہ میں؟ متوسط میں یا امیر طبقہ میں......تو ہم نے ایک سروے کنڈٹ کرایا جس سے ہم اس نتیجہ تک پہنچے کہ **غریب طبقہ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ پوری دنیا میں عید ایک ہی دن ہو،** بلکہ اسے جس بات سے غرض ہے وہ یہ کہ عید ہو اور شریعت کے مطابق ہو، اس میں کوئی ڈنڈی مار کر اسے ایک آدھ دن آگے پیچھے نہ کردے۔ انہیں صرف اس بات کی تشویش رہتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس دن ابھی رمضان کا ایک روزہ باقی ہو اس دن عید کرادی جائے اور وہ روزہ نہ رکھ کر گناہگار ہوں......یا ایسے دن عید ہو جائے کہ ان کا ایک روزہ رمضان کا چاند دیکھنے میں غلطی کی وجہ سے رہ جائے اور ۲۸ ویں روزے چاند نظر آجائے۔

متوسط طبقہ کو صرف شاپنگ کے لئے وقت نکالنے کا مسئلہ درپیش ہے متوسط درجے کے لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ بھئی عید تو کسی بھی روز کرلو مگر انہیں بروقت بتادو کہ عید کس روز ہوگی تاکہ وہ چاند رات کو اطمینان سے اپنی بیگمات اور بچوں کے ساتھ جاکر انہیں عید کی اشیاء دلواسکیں، ان کا کہنا تھا کہ یہ جو اچانک کہا جاتا ہے کہ کل عید ہوگی اور پھر اعلان ہوتا ہے کہ نہیں ہوگی اس سے بڑی بدمزگی پیدا ہوتی ہے اور ہم مصروف لوگ ہیں ہمارے لئے اس میں دشواری ہے۔ اور ایک بات جس سے متوسط طبقہ کو بہت زیادہ چڑ ہے وہ یہ کہ کبھی رات کے بارہ ایک بجے کے بعد یا سحری کے وقت اعلان ہو رہا ہو کہ صبح عید ہے روزہ نہ رکھیں تو اب بتایئے بھلا شاپنگ کرنے کا کب موقع ملے گا؟ اور عید پر کیا پہنا اور پکایا جائے گا۔

☆اذا مت عطشانا فلا نزل القطر......دنیا پسِ مرگِ من، چہ دریا چہ سراب!

تیسرا طبقہ امیر طبقہ یا برگر کلاس طبقہ ہے اس کے لوگوں کی بے چینی دراصل یہ ہے کہ یہ سرمایہ دارانہ ذہنیت کے لوگ ہوتے ہیں ان میں تاجر طبقہ زیادہ کوشش میں رہتا ہے کہ عید ایک ہی دن ہو جائے اور یہی سرمایہ دار طبقہ ایک عرصہ سے اپنا پیسہ خرچ کر کے ایک عید کے سلسلہ میں دینا بھر کے مہنگے ترین ہوٹلوں میں سیمنارز اور کانفرنسوں کا اہتمام کراتا ہے۔ اور مسلم دنیا کے زعماء سے ہر صورت ایک ایسا فکس کیلنڈر بنوانے کی تگ و دو میں ہے جس سے یہ پتہ چل سکے کہ ہر سال عید فلاں تاریخ کو یقینی ہوگی۔

ان کا خیال ہے کہ اگر دس بیس سال کا یا دائمی کیلنڈر کوئی ایسا بن سکے جس سے عید کا تعین کر دیا جائے تو اس سے بڑھ کر ان کے فائدہ کی اور کوئی بات نہیں۔ اسی کو یہ مسلم امہ کا فائدہ اور یکجہتی وغیرہ کے سلسلہ میں پیش قدمی قرار دیتے ہیں، حالانکہ دراصل اس میں ان کی سرمایہ دارانہ ذہنیت کارفرما ہے کہ ایک ہی دن عید ہو جانے سے دنیا بھر میں سفر کے لئے فلائٹس کی بکنگ کا مسئلہ حل ہو جائے گا اور اپنی مرضی کا کرایہ لوگوں سے وصول کر سکیں گے۔ تاریخ مقرر نہ ہونے سے یہ ہوتا ہے کہ اگر بالفرض بعض لوگوں نے سیٹ بک کرائی لندن سے پاکستان آ کر عید کرنے کے لئے ۳۰ روزوں کے لحاظ سے اور عید ہوگئی ۲۹ ویں روزے تو وہ سیٹیں منسوخ کرا دیں گے جس سے ائرلائنوں کو نقصان ہوگا۔ اسی طرح دیگر کمپنیاں جو کاروباری ایام میں کروڑوں نہیں اربوں کماتی ہیں عید کے ایک روز نہ ہونے سے عید کے موقع پر ایک دن نہیں بلکہ دو یا دو سے زیادہ دن ان کا کاروبار متاثر ہوتا ہے جس سے بقول ایک شپنگ لائن کے مالک کے اربوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ ایک صاحب نے کہا کہ صرف ایک نٹی کو لے لیں جس پر کسی بحری جہاز سے سامان اترتا ہے، اگر ایک دن عید ہو تو چھٹی بھی ایک ہی ہوگی، یا زیادہ سے زیادہ دو دن، لیکن اگر عید دو دن ہوئی تو چھٹیاں تین ہوں گی اور تین دن نٹی بند رہے گی۔ اور جہاز تین دن زیادہ کھڑا رہے گا جس سے لاکھوں کروڑوں کا نقصان ہوگا۔ جو تاجر طبقہ کو برداشت نہیں۔ یہی وہ ذہنیت ہے جو بعض کارخانوں میں نمازی ورکروں کو کام نہیں دیتی کہ یہ نماز پڑھنے جاتے ہیں اتنی دیر کام نہیں کرتے۔ اور تو اور مسلم عرب ملکوں میں اسی سبب سے انڈیا کے مزدور/ورکرز زیادہ مقبول ہیں کہ وہ نماز روزہ نہیں کرتے جس سے کام متاثر نہیں ہوتا۔ جبکہ کفیلوں کے بقول مسلم مزدور نماز روزے اور حج عمرے کے چکر میں رہتا ہے جس سے مالک کا کام کچھ دیر کو متاثر ہوتا ہے۔

بینکنگ سیکٹر کے لوگوں خصوصاً بینک مالکان اور فنانشل اداروں کے مالکوں کو بھی ایک روز عید نہ ہونے سے زبردست کاروباری نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اسی طرح دیگر مالیاتی اداروں کو بھی بیرونی دنیا سے ٹریڈنگ اور دیگر ٹرانزیکشنز سے حاصل ہونے والی آمدن پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

☆......پس از من گو جہان را آب گیرد......☆

چنانچہ اس سروے کے نتیجہ میں یہ بات واضح ہوئی کہ بین الاقوامی سطح پر ایک عید کے لئے سرگرم و متحرک سرمایہ دار طبقہ ہی ہے اسی کے نمائندے اسمبلیوں میں اس پر بولتے، اور انہی کے خریدے ہوئے لوگ پرنٹ میڈیا میں شد و مد سے اس موضوع پر لکھتے اور انہی کے اشتہارات پر چلنے والے میڈیا چینلز ان کی حمایت میں ہمیشہ شور مچاتے دکھائی دیتے ہیں اور اس مسئلہ کو بڑا ہی گھمبیر بنا کر پیش کرتے ہیں تا کہ اسے عوامی حمایت حاصل ہو سکے مگر تا حال ایسا نہیں ہو سکا اور جس روز ایسا ہو گیا، تو پھر رمضان المبارک کی باری بھی آئے گی اور عیسائیت کی طرح مسلمان روزوں کے لئے بھی کوئی چھوٹے دنوں اور ٹھنڈے موسم کا مہینہ مقرر کرنے کی بات کریں گے...... مگر اس پر اتفاق شاید نہ ہو سکے کہ مشروبات بنانے والی کمپنیوں کو اس سے شدید خسارہ ہو گا جبکہ چائے اور گرم اشیاء مہیا کرنے والے فائدہ میں رہیں گے اسی طرح ٹیکسٹائل انڈسٹری میں گرم کپڑا تیار کرنے والی فیکٹریاں فائدہ میں رہیں گی کیونکہ عید کے لئے گرم کپڑوں کی خریداری میں اضافہ ہو گا جبکہ لان کاٹن اور دیگر اسی نوعیت کے کپڑے بنانے والی ملیں اور ان کے مالکان خسارے میں رہیں گے۔ اس طرح خود سرمایہ دار طبقے میں ایک کشمکش پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے، چھ روزہ، دس روزہ اور تین روزہ تراویح کے پیکج متعارف کرا رکھے ہیں تا کہ کاروباری نقصان کم سے کم ہو۔

اور یہی وہ طبقہ ہے جس نے **ایگزیکٹو کلاس حج متعارف کرایا** ہے اور انہی نے سعودی حکمرانوں کو یہ فکر عطا کی کہ سستی سستی رہائش گاہیں حرمین شریفین کے آس پاس سے ختم کر کے فائیو اسٹار ہوٹلز اور ایگزیکٹو پلازے تعمیر کئے جائیں اور حج وعمرہ پر آنے والوں سے دولت کمائی جائے۔ اب جب ان سعودی شہزادوں سے جنہوں نے یہ بڑے بڑے پلازے تعمیر کئے ہیں کوئی یہ بات کہتا ہے کہ اس سے متوسط اور غریب طبقہ کے لوگوں کو بڑی دشواری ہو رہی ہے وہ مہنگی رہائش برداشت نہیں کر سکتے تو جواب ملتا ہے کہ غریبوں کو ادھر آنے کی ضرورت کیا ہے؟ عمرہ وحج تو صاحب استطاعت پر ہے۔ بالکل بجا فرماتے ہیں آپ، غریب آدمی آئے گا تو مارکیٹیں اور بازار کیسے چلیں گے اس کی تو قوت خرید ہی نہیں ہے۔ لہٰذا امیروں کو ہی آنا چاہئے تا کہ اربوں ڈالرز کی سرمایہ کاری سے تعمیر ہونے والے پلازوں میں ٹھہریں، کروڑوں کی مالیت کی دکانوں میں جائیں اور کم از کم لاکھوں میں تو خریداری کریں...... یہ ہے سرمایہ دارانہ ذہنیت جس نے ہمارے متوسط درجے کے طبقہ سے حج وعمرہ کی سعادتیں چھین لی ہیں۔ اسی کو عید ایک دن نہ ہونے کا غم کھائے جا رہا ہے۔

☆اذا يئس الانسان طال لسانه...... كسنور مغلوب يصول على الكلب☆

یہ مشتے نمونہ از خروارے محض چند مثالیں تھیں جن کا ہم نے تذکرہ کیا ورنہ سرمایہ داروں کے نقصانات و منافع کی ایک طویل فہرست ہے جو رمضان اور عید کے چاند کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور یہی محرک اعظم ہے پورے ملک میں بلکہ پوری دنیا میں ایک ہی عید کرنے کرانے کا...... جبکہ شریعت میں ایسی کوئی خواہش نہیں کہ عید ساری دنیا میں ایک ہی دن ہوا کرے۔ کیونکہ عید یوم عبادت ہے اور عبادات کا تعلق وقت کے ساتھ ہے حتیٰ کہ نماز کے بارے میں بڑا واضح حکم ہے کہ ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا...... تو جب نماز کا تعلق وقت کے پائے جانے کے ساتھ ہے، تو اسی طرح نماز عید کا تعلق بھی وقت کے پائے جانے کے ساتھ ہے، جہاں جہاں جس جس روز اس کا وقت پایا جائے گا وہاں وہاں عید ہوگی دوسری جگہوں پر نہیں ہوگی۔ یہ ایک سادہ سی بات ہے مگر افسوس کہ اس پر ملکی صحافت کے بڑے بڑے جغادری عجیب وغریب فلسفے بگھار رہے ہیں۔

جناب مجیب احمد کی کتاب

جنوبی ایشیا کے اردو مجموعہ ہائے فتاویٰ

(۱۹......۲۰ ویں صدی عیسوی)

☆

ایک تاریخی دستاویز

☆

ناشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد

☆......ھر کہ دست از جان بشوید......ھر چہ در دل دارد بگوید......☆